19-5-2019

دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر27(قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ)

طالب علم کا قرآن کو سمجھے بغیر ہی دنیا سے چلے جانا بہت بڑے خسارے کی بات ہے۔

✧ ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ کس قدر پریشانی کی بات ہے اور کتنا بڑا خسارہ ہے کہ جو اپنے اوقات کو علم حاصل کرنے میں صرف کرتا ہے یعنی ساری عمر علم کے راستے میں انسان رہتا ہے لیکن وہ اس حال میں دنیا سے جاتا ہے کہ اس نے قرآن کی حقیقتوں کو سمجھا ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی براہ راست اس کے دل پر اس کے رازو معانی واقع ہوتے ہیں۔ واللہ المستعان۔

مطلب کیا ہے؟ کہ ایک شخص ہے جو بہت پڑھا لکھا ہے highly educated ہے۔ ساری زندگی پڑھنا پڑھانا اس کا کام ہے۔ طرح طرح کے علوم وفنون سے واقف ہے لیکن اس نے نہیں پڑھا تو قرآن ہی نہیں پڑھا۔ نہیں جانا تو قرآن ہی نہیں جانا۔ نہ اس کو سمجھا، نہ اس کے دل پر اس کا کچھ اثر ہوا اور اس کے بغیر ہی دنیا سے چلا گیا۔

آپ سوچیئے ہو سکتا ہے کہ

آپ کے گردو پیش میں کچھ ایسے لوگ ہوں کہ جو انتہائی درجے کے تعلیم یافتہ ہوں لیکن قرآن کو عربی میں بھی نہیں پڑھنا جانتے۔ نہ ہی اس کے معنی کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کا خیال آیا۔ نہ کبھی کسی نے خیال دلایا۔

تو ہم دوسروں کے بارے میں تو کچھ نہیں کہتے لیکن ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ یہاں ضرور لینا چاہیئے کہ جتنا وقت میں نے دنیا کی تعلیم کو دیا، جتنا مال میں نے اس میں خرچ کیا، جتنے اوقات اس کام کو لگائے جتنی انرجی اس میں صرف کی، جتنی راتیں دنیا کی تعلیم کے لیے جاگے اس کے مقابلے میں قرآن کو میں نے کتنا وقت دیا؟ اور اگر اس کا دسواں حصہ بھی دیں تو عام طور پر سب لوگ کہتے ہیں کہ بس اب یہ ہمارے کام سے گئے۔ اب یہ دن رات قرآن ہی اٹھائے پھرتے ہیں تو کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اللہ کی کتاب کی ایسی ناقدری حالانکہ ہمیں اپنی زندگی میں اہم اُس چیز کو رکھنا چاہیئے جو ہمیں سب سے زیادہ فائدہ دینے والی ہے۔ جو ہمیشہ کی زندگی میں ہمارے کام آنے والی ہے۔

سورۃ الذّٰریٰت

❖ آیت 37-31

تو یہاں ابراہیم علیہ السلام نے آنے والے مہمانوں یعنی فرشتوں سے پوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تم کیا چاہتے ہو؟ یعنی پہلے ان کی ضیافت کی، ان کے کھانے کا انتظام کیا پھر اس کے بعد مقصد پوچھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام اب سمجھ چکے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کسی خاص اہم معاملے کے لیے ہی بھیجا ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ ہمیں مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے یعنی قوم لوط کی طرف۔

قوم لوط جو تھی اس کو مجرم قوم کیوں کہا گیا؟

کیونکہ انھوں نے شرک بھی کیا، اپنے رسول کو جھٹلایا اور ایسی برائی کا ارتکاب کیا جس کا ارتکاب اس سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا تھا۔ تو پھر ان کا انجام بھی اتنا ہی بھیانک ہوا اور ان پر پتھروں کی بارش برسائی گئی۔ ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس کو اس پتھر کا شکار ہونا تھا کیونکہ وہ گناہوں میں بڑھ گئے تھے اور حدود پھلانگ گئے تھے اس لیے ان پر یہ عذاب آنے والا تھا لیکن ابراہیم علیہ السلام انتہائی نرم دل اور مہربان انسان تھے ان کے دل پر بڑی تکلیف گزری جب انھیں پتہ چلا کہ اب اس قوم کے خاتمے کا وقت آگیا ہے تو وہ قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے کہ شاید اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے عذاب کو ٹال دے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تو یہ تیرے رب کا حکم آگیا ہے اور عذاب آنے والا ہے جو ٹل نہیں سکتا۔

تو پھر وہاں جتنے بھی مومن تھے انھیں وہاں سے نکال لیا گیا۔ اور کتنے مومن تھے؟

ایک گھرانہ صرف اور وہ لوط علیہ السلام کا گھرانہ اور پھر وہاں کوئی بھی باقی نہ بچا اور اس قوم کو ملیامیٹ کر دیا گیا۔

تو بہر حال اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں کے سامنے قصے اور واقعات بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ ان سے عبرت حاصل کریں، سبق سیکھیں اور اس قصے میں ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے کہ کس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر مہربانی کی اور پھر کس طرح ان کے اندر اچھے اخلاق تھے، مہمان نوازی تھی۔

اور اسی طرح یہ ہے کہ مہمان نوازی بھی بڑے اعلیٰ درجے کی تھی کہ انھوں نے بہترین طریقے سے ان کی عزت افزائی کی اور خاموشی کے ساتھ ان کے لئے بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے۔

اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے بہت مال و دولت بھی عطا کر رکھا تھا کیونکہ ایک عام، فقیر، غریب انسان کسی مہمان کو ایک پورا بچھڑا جو ہے وہ پیش نہیں کر سکتا اور وہ بھی تیار شدہ۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے گھر میں اس کو تیار کرنے والے بھی موجود تھے کیونکہ یکدم رات کے وقت کوئی آئے اور اتنا کھانا موجود ہو یہ ایک اچھے گھرانے کا ہی نمونہ ہو سکتا ہے۔ پھر اسی طرح یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کے آنے کا مقصد ان سے بعد میں پوچھا پہلے ان کی مہمانی کی اور پھر یہ ہے کہ جلدی کی یعنی مہمان نوازی میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔

اور پھر اسی طرح یہ بھی ہے کہ کھانا اگر کسی اور مقصد کیلئے تیار کیا گیا ہے گھر والوں کے لیے اور اگر کوئی مہمان آجائے تو ان کو پیش کر دیا جائے تو اس میں کوئی مہمانوں کی اہانت کی بات نہیں ہوتی۔

پھر اسی طرح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کی خود خدمت کی یعنی خود لے کر آئے، خود پاس بیٹھے، خود ان سے کہا کہ آپ کھاتے کیوں نہیں ہیں اور ان کو کھانے کی طرف رغبت دلائی اور اس کو اپنا شرف سمجھا تو اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مہمان نوازی جو ہے وہ گھر کے بڑوں کو بھی کرنی چاہیئے، ان کو بھی پاس بیٹھنا چاہیئے، ان کو بھی ٹائم دینا چاہیئے صرف سرونٹس کو بھیج دینا یا بچوں کو کہہ دینا کہ تم لے جاؤ اور تم پاس بیٹھ جاؤ تو یہ بھی مہمان نوازی کے آداب کے خلاف ہے۔

پھر اسی طرح یہ ہے کہ فرشتے ان کی اہلیہ کو خوشخبری دیتے ہیں لیکن جب انھیں پتہ چلتا ہے کہ قوم لوط کے اوپر عذاب آنے والا ہے تو وہ اپنی خوشخبری کو بھول جاتے ہیں اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے فریادیں کرنے لگتے ہیں کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے تو اس واقعے میں ابراہیم علیہ السلام کا جو کردار ہے، ان کا جو اخلاق ہے، ان کے جو طور طریقے ہیں یہ ہم سب کے سیکھنے کے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے محبوب تھے، اللہ کے خلیل تھے، اللہ کے دوست تھے۔

تو وہ کون سی qualities ہوتی ہیں جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے۔

❖ آیت47-48

یعنی آسمان وزمین کی تخلیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قوت، اپنی قدرت کے ساتھ کی۔

❖ آیت49

ہر چیز جوڑے جوڑے میں ہے۔ جیسے دن اور رات، سیاہ اور سفید، میٹھا اور کڑوا، مرد اور عورت تو یعنی کسی بھی چیز میں مختلف طرح کے combinations ہیں لیکن صرف اللہ کی ذات ہے جو کہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کو بھی دیکھنا چاہیئے اور اس سے بھی سبق لینا چاہیئے۔

❖ آیت50

فَفِرُّوٓاْ إِلَى ٱللَّهِۖ إِنِّي لَكُم مِّنۡهُ نَذِيرٞ مُّبِينٞ

تو یہ دوڑ جو ہے یہ physically بھی ہوتی ہے کہ انسان بعض اوقات انسان تیز تیز چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں کی طرف بڑھتا ہے لیکن دوڑنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔

ایک سعادت مند اور ایک بد بخت۔ تو جو شخص دوڑتا ہے جو سعادت مند ہوتا ہے، خوش قسمت ہوتا ہے وہ برائی کے راستوں، غلط کاموں کو چھوڑ کر نیکی کی طرف بھاگتا ہے۔ اور جو بد بخت ہوتا ہے وہ نیکی کے کاموں کو چھوڑ کر برائی کے کاموں کی طرف دوڑ لگاتا ہے۔ بد بخت اللہ سے بھاگتے ہیں اور نیک بخت اللہ کی طرف بھاگتے ہیں۔ اور مختلف لوگوں کی مختلف دوڑ ہوتی ہے۔

عام لوگوں کی دوڑ کیا ہوتی ہے؟ کہ وہ جہالت سے علم کی طرف آتے ہیں۔ احتیاط کے ساتھ عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، سستی سے چستی کی طرف دوڑتے ہیں۔ اسی طرح اللہ سے امید رکھتے ہوئے اللہ کی فراخی کی طرف دوڑتے ہیں۔

لیکن خاص لوگوں کی دوڑ کیا ہوتی ہے؟

کہ وہ علم یقینی حاصل کرنے کے لیے دوڑتے ہیں اور پھر وہ علم اور عمل کے بعد باطنی تزکیہ اور باطنی خشوع کی طرف دوڑتے ہیں۔ ذاتی لذتوں سے خالص اللہ کی پسند کی طرف دوڑتے ہیں۔ صرف ان کاموں کی تلاش میں نہیں رہتے کہ جن میں انہیں لذت محسوس ہوتی ہے بلکہ اپنے نفس کے خلاف جا کر وہ کام بھی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہوتے ہیں۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو میری طرف کھڑا ہو میں تیری طرف چل کر آؤں گا، تو میری طرف چل کر آ میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔

✷ اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے: کہ اگر بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک گز میرے قریب ہوتا ہے تو میں اسے اُس کے دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ تو جو اللہ کی طرف دوڑ کر جائے تو پھر کتنی جلدی اس کو اللہ کا قرب مل سکتا ہے۔ تو اس لیے ہماری بھاگ دوڑ، ہماری کوششیں، ہماری محنت صرف اللہ کی رضا کے لیے، نیکی کے کاموں کی طرف ہونی چاہیئے۔

❖ آیت55

یعنی جس کے اندر ایمان آجاتا ہے، اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اس کے اندر نصیحت قبول کرنے کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے اندر ایک جذب کی کیفیت آتی ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو اس حال میں پیدا کیا گیا کہ وہ آزمائش میں مبتلا ہونے والا، توبہ کرنے والا اور بھولنے والا ہوتا ہے جب اسے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت قبول کرتا ہے۔

❖ آیت56

یہاں انسانوں سے پہلے جنوں کا ذکر ہے کیونکہ جن انسانوں سے پہلے تخلیق کیے گئے تھے اور ویسے بھی مشرکین جو تھے وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے۔ جنوں سے ڈرتے تھے، جنوں کے ناموں پر نذر نیاز دیتے تھے۔ تو یہاں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو تو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تو تم کہاں جنوں کی عبادت کرنے لگ گئے اور جنوں سے ڈرنے لگے۔

❖ آیت58

یعنی اللہ بندوں سے کیا چاہتا ہے؟ کہ بندے اس کی اطاعت کریں، اس کی عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ بندے کما کر اس کو دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سب کو دینے والا ہے۔

سورۃ الطور

❖ آیت4

بیت المعمور ساتویں آسمان پر عظیم گھر ہے جیسے زمین پر بیت اللہ ہے ویسے ہی آسمانوں پر بیت المعمور ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے بیت المعمور دکھایا گیا۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ یہ بیت المعمور ہے۔ اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس سے نکل جائے پھر کبھی اس میں داخل نہیں ہوتا۔ یعنی قیامت تک اس کی دوبارہ باری نہیں آئے گی۔

ہم کتنے lucky ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل سے بار بار اپنے گھر بلا لیتا ہے لیکن ہر فرشتے کی باری ایک دفعہ ایک نماز کی آتی ہے اور پھر وہ نکل جاتا ہے، پھر اور آجاتے ہیں۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق کتنی زیادہ ہے اور صرف فرشتوں کو ہی دیکھیں کہ ستر ہزار صرف ایک دن میں پڑھ رہے ہیں تو پھر آپ دیکھیے کہ قیامت تک کتنے فرشتے ہوں گے جو اس کی عبادت کر رہے ہوں گے۔

تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جب ہم سے یہ کہتے ہیں کہ میں تم سے رزق نہیں چاہتا اور اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ فرشتوں کو چوائس نہیں دی لیکن ہمیں چوائس دی گئی ہے۔

تو ہم فرشتوں سے بہتر کب ہو سکتے ہیں؟

جب ہم واقعی اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں اور وہ مقصد پورا کریں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔

❖ آیت 6-7

اور جوش مارتے سمندر کی۔ latest ریسرچ سے یہ پتہ چلا ہے کہ سمندر کے اندر volcanoes پھٹتے ہیں یا آگ بھڑکتی ہے اس کی تہہ میں تو بہت سا پانی بھی اس کو بجھا نہیں پاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان ساری عظیم نشانیوں کی طرف توجہ دلا کر فرمایا إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ یعنی آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا)۔ یعنی جس طرح یہ ساری چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں اس سے اللہ کی عظمت اور قدرت کا پتہ چلتا ہے تو اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے کچھ مشکل نہیں کہ وہ ان منکرین اور مجرمین کو عذاب سے دوچار کر دے اور یہ مکی سورۃ ہے اور قریش مکہ کو خاص طور پر تنبیہ کی جارہی ہے اور اس کے بعد ہر اس شخص کو جو ضد کا مظاہرہ کرے کہ آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اسے کوئی روکنے والا نہیں۔

❖ آیت 9-10

اتنی بھاری چیز جو ہے وہ بالکل ہلکی ہو جائے گی، اڑتی پھرے گی۔

❖ آیت 12

بیکار بحثوں میں مشغول ہیں کیونکہ ان کے پاس کوئی فائدہ دینے والا علم نہیں اور ایسے علوم پر اور ایسی چیزوں پر بات کرتے ہیں جس کا کوئی حاصل نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو قیل و قال ناپسند ہے۔

✷ حدیث میں آتا ہے: "اللہ تعالیٰ کو تین چیزیں ناپسند ہیں۔ ادھر ادھر کی فضول باتیں کرنا(یعنی جن کا کوئی سر پیر نہ ہو بس بات سے بات نکالتے چلے جانا) مال کو ضائع کرنا اور بکثرت سوال کرنا(یعنی بحث و مباحثہ کرنا)"۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب لوگوں پر دھوکے اور فریب کے چند سال آئیں گے کہ ان میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا، خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خیانت کار سمجھا جائے گا" استغفر اللہ۔ اور الرُّوَيْبِضَةُ قسم کے لوگ گفتگو کریں گے، باتیں کریں گے۔ پوچھا گیا یہ الرُّوَيْبِضَةُ سے کیا مراد ہے؟ یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "معمولی اور کم عقل لوگ جو عوام الناس کے امور پر بحث و مباحثہ کریں گے"۔

آج آپ دیکھیے کہ دنیا بھر میں یہ ٹرینڈ کتنا زیادہ ہے ہر چھوٹا بڑا ٹاک شوز میں حصہ لے کر بڑی بڑی باتیں کر رہا ہے اور جس کے اوپر جو چاہتے ہیں الزام لگا دیتے ہیں اور جس کو جیسا چاہتے ہیں بدنام کر دیتے ہیں اور بغیر تحقیق کے باتیں کرتے ہیں تو یہ بہت خطرناک ٹرینڈ ہے۔ بلا احتیاط، بغیر سوچے سمجھے بولنے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔

✷ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قریب بیٹھنے والے لوگ وہ ہیں جو بہترین اخلاق والے ہیں اور بیشک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور دور بیٹھنے والے لوگ وہ ہیں جو زیادہ باتیں کرنے والے، بلا سوچے سمجھے، بلا احتیاط بولنے والے اور تکبر کرنے والے (المتفيهقون) ہیں"۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بہت باتونی اور زبان دراز کا تو ہمیں علم ہے یہ المتفيهقون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تکبر کرنے والے" اور یہ الثرثارون کا لفظ بھی اس میں آتا ہے جو بہت باتونی انسان ہو اور المتشدقون جو لوگوں پر زبان کی وجہ سے زور آور اور غالب ہو جائے یعنی لوگوں کو اپنی باتوں سے دبا جائے۔(ترمذی)

تو یہ سارے اخلاق، بدترین اخلاق ہیں۔ تو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیئے کہ کہیں اس میں سے کوئی quality میرے اندر تو نہیں۔

❖ آیت 17

ہمیں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کی دعا کرنی چاہیئے۔

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى، وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى

اور اسی طرح ان کاموں کا ہمیں پتہ ہونا چاہیئے کہ جو انسان کو متقی بناتے ہیں۔

مثلاً یہ ایک کتاب ہے جس میں تقویٰ کی اہمیت، برکات اور اسباب قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائی گئی ہیں کہ متقی کون ہوتا ہے؟ ان کے اعمال کیا ہوتے ہیں؟ اور طریقے کیا ہوتے ہیں؟ اور تقویٰ سے برکتیں کون کون سی آتی ہیں؟ تو یہ ہم میں سے ہر ایک کو پڑھنی چاہیئے تاکہ ہم اپنے اندر یہ صفات لا سکیں کیونکہ متقین کے لیے باغوں اور نعمتوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔

❖ آیت 49

وَإِدْبَٰرَ ٱلنُّجُومِ

ستاروں کے غروب ہونے سے مراد فجر کی سنت اور فرض ہے۔ کیونکہ صبح کی نماز کا وقت حقیقت میں ستاروں کے پیٹھ پھیر کر جانے کے بعد کا وقت ہوتا ہے۔ جب ستارے ڈوب رہے ہوتے ہیں۔

✧ ضحاک بھی یہی کہتے ہیں، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری وغیرہ وغیرہ، بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد فجر کی دو سنتیں ہیں اور فجر کی دو سنتوں کی بڑی اہمیت ہے۔

✷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نفل کی ادائیگی کے لیے اتنی جلدی کرتے نہیں دیکھا جتنی جلدی آپ نماز فجر سے پہلے دو رکعتوں کے لیے آپ کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے طلوع فجر کے وقت دو رکعت پڑھنے کی شان کے بارے میں فرمایا کہ ان کو پڑھنا میرے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔

نبی ﷺ نے ان سنتوں کو کبھی سفر میں بھی نہیں چھوڑا تھا۔ سفر کی نماز آدھی ہو جاتی ہے سنتیں معاف ہو جاتی ہیں لیکن فجر کی سنتیں آپ نے کبھی سفر میں بھی نہیں چھوڑی تھیں اور اسی طرح فجر کی نماز کی بھی اپنی اہمیت ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح کی نماز ادا کی، وہ شخص اللہ کے ذمہ (حفاظت) میں آ گیا پس تم میں سے کسی سے اللہ تعالیٰ اپنے ذمے کے بارے میں کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے، پس جس شخص سے اس نے اپنے ذمے کے بارے میں کوئی مطالبہ کر دیا تو وہ اس کو پکڑ لے گا اور اوندھے منہ جہنم میں پھینک دے گا۔"

تو فجر پڑھنے والا جو ہے وہ شام تک اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ اور فجر کی نماز پڑھنے والے سے جنت کا وعدہ ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں فجر اور عصر پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

✷ اسی طرح ایک اور روایت میں آیا ہے کہ وہ آدمی ہرگز آگ میں نہیں جائے گا جس نے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی یعنی فجر اور عصر کی نماز۔

✷ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تم لوگ اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم چاند کو دیکھ رہے ہو۔ تمہیں اس کو دیکھنے میں کوئی دھکم پیل یا مشقت نہیں ہو گی۔ پس اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے یا غروب ہونے سے پہلے نمازوں میں سستی نہ کرو۔ تو ایسا کر لو۔

بعض لوگ کیا کرتے ہیں؟ کہ رات کا قیام کرتے ہیں اور فجر قضاء کر دیتے ہیں۔ تو فجر کی نماز جو ہے وہ قیام اللیل سے بھی افضل ہے۔ اکثر ہم لوگ نوافل کی طرف بڑے شوق سے لپکتے ہیں اور فرض نمازوں میں سستی کرتے ہیں تو ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ فرض نمازوں میں سستی اور خصوصاً فجر کی نماز میں سستی منافق کا وطیرہ ہوتی ہے۔

سورة النجم

❖ آیت 1-2

وحی الٰہی اور ستاروں دونوں کو ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا ہے کیونکہ ستارے آسمان کی زینت ہیں اور وحی الٰہی زمین کے لوگوں کی زینت ہے، یعنی انسانوں کو سنوارنے والی ہے۔ اگر انبیاء سے وراثت میں حاصل ہونے والا علم نہ ہوتا تو لوگ کالی رات سے بھی زیادہ شدید تاریکی میں ہوتے۔

❖ آیت 4

نبی ہمیشہ حق بات کہا کرتے تھے۔ سچ بولتے تھے۔ نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

✷ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تو ہمیشہ حق بات ہی کہتا ہوں"۔

✷ آپ کے کسی صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ تو ہمارے ساتھ ہنسی مزاح بھی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں ہنسی مزاح میں بھی ہمیشہ حق بات ہی کہتا ہوں"۔

✷ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: جس چیز کے بارے میں میں تمہیں خبر دوں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ ایسی بات ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں (یعنی قرآن کے علاوہ وحی کی وہ قسم جو آپ پر اترتی تھی جس کے مطابق آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے یا آپ ان کو کوئی تعلیمات دیتے تو اس کو بھی اسی طرح ماننا چاہیئے کیونکہ آپ ہمیشہ سچ بولتے تھے) اور آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جو میں تمھیں بتاتا ہوں اس میں کوئی شک کی بات نہیں۔

یعنی: مثلاً کیا بتاتے ہیں؟ فجر کی نماز کی اہمیت تو، اس میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ عصر کی نماز کی اہمیت تو اس میں شک نہیں کرنا چاہیئے کیوں؟ کیونکہ آپ کی صحیح احادیث موجود ہیں۔ تو حدیث کو پڑھتے ہوئے بھی یقین رکھنا چاہیئے کہ نبی ﷺ نے جو ہمیں بتایا ہے وہ سچ بتایا ہے اور اس کے مطابق ہمیں اجر بھی ملے گا ان شاء اللہ۔

❖ آیت 5

نبی نے جبریل علیہ السلام کو اس وقت اصلی شکل میں دیکھا تھا۔

❖ آیت 9

پھر دو کمانوں یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا۔۔۔ یعنی جبریل علیہ السلام اور نبی ﷺ کے بیچ میں۔

❖ آیت12

پیغمبر جو ہیں وہ ہمیشہ سچ بات کہتے ہیں اور اگر وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے فرشتے کو دیکھا اور فرشتہ ان کے پاس وحی لایا تو اس معاملے میں بھی وہ بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔

❖ آیت13-14

ایک اور موقع پر جبریل علیہ السلام کو دیکھا معراج کے موقع پر اور وہ کس طرح دیکھا؟

کہ ان کے چھ سو پر تھے جس سے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔

عِندَ سِدۡرَةِ ٱلۡمُنتَهَىٰ

یہی جس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔

❖ آیت15

جنت الماویٰ کے بارے میں کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اور حوا اسی جنت میں تھے۔

❖ آیت16

✷ نبی ﷺ جب معراج کے موقع پر تشریف لے گئے اور آپ نے سِدۡرَةِ ٱلۡمُنتَهَىٰ کو دیکھا تو اس کے بارے میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اسریٰ کروایا گیا تو آپ کو سِدۡرَةِ ٱلۡمُنتَهَىٰ تک لے جایا گیا اور وہ چھٹے آسمان پر ہے۔ وہ سب چیزیں جنھیں زمین سے اوپر لے جایا جاتا ہے اُس تک پہنچتی ہیں اور وہاں سے انھیں لے جایا جاتا ہے اور جو اوپر سے نیچے لاتے ہیں وہ بھی وہاں تک جاتی ہیں اور وہاں سے انہیں وصول کیا جاتا ہے۔

اور پھر اس کا کیا معنی ہے کہ سِدۡرَةِ ٱلۡمُنتَهَىٰ کو کسی چیز نے ڈھانپ رکھا تھا؟ تو اس کے بارے میں ابن مسعود رضی اللہ کہتے ہیں کہ سونے کے پتنگوں نے۔ اور

✷ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ جبریل مجھے سِدۡرَةِ ٱلۡمُنتَهَىٰ کی طرف لے گئے۔ اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح بڑے بڑے تھے۔ درخت ہے اور اس کے پھل بیر جیسے بڑے گڑھے کے برابر تھے۔ آپ نے فرمایا: کہ جب اس درخت کو اللہ کے حکم سے ڈھانپا گیا تو اس کا حال ایسا ہو گیا کہ اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے لیے ممکن نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کر سکے۔ یہ نظارہ آپ کو کروایا گیا۔

✷ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جبریل مجھے لے کر سِدۡرَةِ ٱلۡمُنتَهَىٰ تک پہنچے۔ اسے کئی رنگوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ میں نہیں جانتا وہ کیا تھے؟ یعنی دنیا میں وہ نہیں ہیں کہ کسی چیز سے آپ تشبیہ دے کر آپ فرماتے کہ ایسا رنگ تھا یا ویسا رنگ تھا۔

❖ آیت17

نبی ﷺ اس موقع پر بھی نہایت کمال اور ادب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

عام طور پر کیا ہوتا ہے کہ جب انسان کسی ایسی جگہ پر جاتا ہے جس میں کسی بہت بڑے آدمی سے، کسی بادشاہ سے، کسی وزیر اعظم سے، کسی اور سے ملاقات ہو تو عموما کیا ہوتا ہے کہ وہاں پہنچ کر اس سے ملاقات کے دوران جو وہاں کا سیٹ اپ ہوتا ہے، وہاں کی ڈیکوریشن ہوتی ہے، وہاں کا جو سارا رکھ رکھاؤ ہوتا ہے انسان اپنی نظریں چرا کر ان کو بھی دیکھتا رہتا ہے ساتھ ساتھ۔

لیکن نبی ﷺ نے اپنی پوری توجہ اپنے رب کی طرف رکھی۔

تو آپ کی نمازوں میں کیا خشوع ہوتا ہو گا؟

کہ وہاں جا کر بھی آپ کا وہ خشوع قائم رہا کہ آپ کی نظر اِدھر اُدھر نہیں بھٹکی کہ آپ دیکھنے لگیں کہ اچھا یہاں اور کیا کیا ہوتا ہے۔ آج ہی موقع ملا ہے اچھی طرح سارا جائزہ لے کر جاؤں۔

تو ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ جس کام کے لیے گئے ہیں، جس مقصد کیلئے گئے ہیں اس پر فوکس رکھیں نا کہ ادھر ادھر wonder around کریں۔ نہ تجسس اور اس میں آپ کے سکون قلب اور طمانیت کا بھی اظہار ہے اور یہ کسی شخص کی شخصیت کی کمال کی خوبی ہے یعنی اتنے composed تھے آپ اور اتنے focused۔

❖ آیت 23

یہاں اشارہ ہے قریش کی ان دیویوں کی طرف جنھیں انھوں نے خود ساختہ نام دے رکھے تھے اور اُن سے خود ساختہ کرامتیں منسوب کر رکھی تھیں۔

❖ آیت 25-24

کیا جو ہم چاہیں وہ سب ہمیں مل جائے گا؟

یہ بات ہے سمجھنے کی یعنی جب ہماری کوشش کے باوجود جب ہماری مرضی پوری نہیں ہوتی تو اس کا کیا مطلب ہے کہ کوئی اور ہے جس کے ہاتھ میں ساری چیزوں کا کنٹرول ہے ورنہ تو انسان جو چاہتا پالیتا لیکن ایسا نہیں ہوتا۔

❖ آیت 27

وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے نام کی طرح رکھتے ہیں کیونکہ وہ ان کو نعوذباللہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔

❖ آیت 28

"گمان" گمان ہی ہوتا ہے وہ بس خیال ہی ہوتا ہے حقیقت نہیں ہوتی۔ تو زندگی میں دین کے معاملے کو گمان اور خیال، اپنی مرضی اور خواہش کے تابع نہ کریں بلکہ جو کہا گیا جیسے کہا گیا اس کے مطابق چلیں اور دین کی من مانی interpretation نہ کریں کہ میرے خیال میں یہ ہے۔ ایسی تفسیر کی بھی اجازت نہیں ہوتی کہ جس میں انسان اپنی رائے کا اظہار کرنا شروع کر دے۔

❖ آیت 29

فَأَعۡرِضۡ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكۡرِنَا

کتنی سخت بات ہے یہ کہ جو لوگ ذکر سے اللہ کی یاد سے منہ موڑتے ہیں آپ ان سے اعراض برتیئے۔ ان کی پرواہ نہ کیجئے اور پھر ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کے ساتھ تعلق تو دور کی بات ہے۔ یعنی ان کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں۔

تو اس میں آپ دیکھیے کہ اللہ کے ذکر سے منہ نہیں موڑنا چاہیئے۔ یہ خاص یہاں ہمیں سبق مل رہا ہے۔ کیونکہ آگے کہا وَلَمۡ يُرِدۡ إِلَّا ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَا کہ وہ دنیا کی زندگی چاہتا ہے۔

یعنی اللہ کے ذکر سے کون سی چیز روکے ہوئے ہے؟ دنیا کی خواہشات۔

❖ آیت30

وہ زیادہ سے زیادہ بس دنیا کا علم رکھتے ہیں لہٰذا ان کی بات نہیں مانو۔ اس علم کو اپناؤ اور اس علم کو follow کرو جو وحی کی بنیاد پر آیا ہے۔

یہاں ایسے لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دنیاوی معاملات میں تو بہت علم رکھتے ہیں، بہت سمجھ رکھتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں بالکل کورے ناواقف۔

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو کامل نہیں قرار دیا۔ ان کو آخرت کے علم والوں سے کم درجے میں رکھا ہے۔

- یعنی ایک شخص ہے جس کے پاس صرف دنیا کا علم ہے دین کا نہیں۔
- ایک وہ ہے جس کے پاس صرف دین کا ہے اور دنیا کا نہیں۔
- اور ایک وہ ہے جس کے پاس دین کا بھی اور دنیا کا بھی ہے۔

تو بہر حال ہر ایک کے درجات ہیں لیکن دین کا علم نہ ہو اور صرف دنیا کے علم پر مرعوب ہونا یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں۔

❖ آیت32

تو یہاں پر جس چیز کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے وہ کیا ہے؟ کہ بڑے بڑے گناہ جو ہیں ان سے انسان بچے اگر، تو چھوٹے گناہ ٱللَّمَمَۚ ہوتے ہیں چھوٹے موٹے ملوث ہو جانا کسی چیز میں، اس کو پھر رب معاف کر دیتا ہے۔

پھر اسی طرح یہ ہے کہ فَلَا تُزَكُّوٓاْ أَنفُسَكُمۡۖ بھی قابل توجہ ہے کہ انسان کو اپنے آپ کو پاکیزہ قرار نہیں دینا چاہیئے کہ میں بڑا نیک ہوں۔ اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ آپ دوسروں کی زندگی کا پورا احاطہ نہیں کر سکتے کہ ان کی زندگی میں کون کون سے نیک اعمال ہیں۔ تو یہ تُزَكُّوٓاْ کون ہیں؟ یعنی کون تزکیہ کرتے ہیں اپنا؟

✧ کلبی کہتے ہیں:

کہ لوگ نیک عمل کرتے ہیں اور نیک عمل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ ہماری نمازیں ہیں یہ ہمارے روزے ہیں، یہ ہمارا حج ہے، یہ ہمارا جہاد ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی کہ وہ زیادہ جاننے والا ہے کہ کون نیک ہے اور کس نے اطاعت کی اور کس نے اللہ کے لیے اپنا عمل خالص کیا۔ اسی طرح ایسے نام بھی نہیں رکھنے چاہیئے کہ جن سے انسان کی بہت کوئی بڑائی ظاہر ہوتی ہو۔ جیسے نیک بی بی نام رکھ لیتے ہیں۔

✷ ایک خاتون کا نام برہ تھا تو آپ نے اس کا نام زینب رکھ دیا اور برہ نام رکھنے سے منع کیا۔ آپ نے فرمایا: کہ اپنے آپ کو نیک اور صالح نہ کہلواؤ۔ اللہ تم میں سے نیک بندوں کو خوب جانتا ہے۔ تو پوچھا کہ ہم کیا نام رکھیں؟ تو آپ نے فرمایا زینب نام رکھ لو۔

تو اپنی نیکیوں کا اشتہار نہ دیں۔ اپنی نیکیوں کے بارے میں بڑھ چڑھ کر باتیں نہ کریں۔ میں نے یہ بھی کیا۔ میں نے وہ بھی کیا نہیں! اللہ کو پتہ ہے کہ کون کس درجے میں ہے۔ اچھا کر کے بھی ڈرتے رہیں۔

❖ آیت 38-39

کیا تھی وہ common تعلیمات؟ کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ہر شخص کو اپنے گناہ اپنے کندھوں پر لادنے پڑیں گے۔

انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی یعنی انسان کو اپنی ہی کمائی کا بدلہ ملے گا۔ دوسروں کا کام ہمیں فائدہ نہیں دے گا۔

❖ آیت 43-46

آپ دیکھیے

یہ ہنسنا اور رونا اس کا طریقہ بھی اللہ نے سکھایا ہے۔ جانوروں کے اندر آپ دیکھیں گے کہ ان کو ہنسنا نہیں آتا۔ آپ ان کے سامنے اچھی سے اچھی غذا رکھ دیں۔ They don't know how to smile۔ نہ چڑیا کو، نہ کبوتر کو، نہ کتے کو، نہ بلی کو، نہ گائے کو، نہ بھینس کو۔ کسی کو ہنسنا نہیں آتا۔ اور عام طور پر آپ ان کو روتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے۔ لیکن انسان کے اندر اللہ نے جذبات رکھے ہیں اور اس کو ہنسنا سکھایا، رونا سکھایا، اور پھر ایسے مواقع پیدا کیے کہ جس سے انسان کے اندر کی ان چیزوں کی satisfaction بھی ہو۔

❖ آیت 47

تو پہلی زندگی کی ساری باتیں کر کے اللہ کی قدرت ظاہر کر کے پھر فرمایا اور یہ کہ دوسری بار پیدا کرنا بھی اس کے ذمہ ہے۔ تو جس نے پہلی بار پیدا کیا وہ دوبارہ بھی پیدا کرے گا۔

❖ آیت 48

تمہارے مال اور رزق بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے اسی کی طرف توجہ کرو۔

یہ سب بتانے کا مقصد کیا ہے؟ کہ ان سارے حالات اور مواقع پر اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔

❖ آیت 49

اور وہی ٱلشِّعۡرَىٰ ستارے کا مالک ہے۔ یعنی ٱلشِّعۡرَىٰ ستارے کو مت پوجو وہ اللہ کی مخلوق ہے۔

❖ آیت 53-55

اب آپ ذرا compare کریں عربی عبارت اور اردو ترجمہ کو۔ No comparison۔

تو عربی میں جب قرآن سمجھ میں آتا ہے تو وہ دل پر اور ہی طرح اثر کرتا ہے۔ لیکن اسی کا ہم جب اردو ترجمہ کرنے لگتے ہیں تو پتہ نہیں کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ نثر میں تو بالکل وہ مزا ہی ختم ہو جاتا ہے۔ تو اس لیے آپ میں سے ہر ایک قرآن کے اندر غور و خوض کرتا رہے۔ جس نے پڑھا نہیں سمجھ کر وہ پڑھے اور پھر جب بھی پڑھے یا پڑھائے کچھ نہ کچھ اس کے معنی کے اندر ضرور غور کرے۔ اور اس کے لیے بہترین ہے کہ آپ لفظی ترجمہ والے قرآن سے تلاوت کریں تو جو لفظ بھولیں فٹ اس کا ترجمہ ساتھ دیکھ لیں کہ کس لفظ کو کس طرح بیان کیا گیا ہے۔

❖ آیت 57

یعنی قیامت قریب ہے۔

❖ آیت 61

دنیا کی رونقوں میں گم ہو کر قرآن سے غافل ہو۔ یہاں لفظ سٰمِدُونَ استعمال ہوا ہے۔ سٰمِدُونَ سمود سے ہے جس کا معنی ہے گیت گانا۔ اور سمود کہتے ہیں غافل ہونے اور چیزوں کو فراموش کر دینے کو۔ کیونکہ گیت گانے جو ہیں وہ غفلت اور فراموشی کا سبب بنتے ہیں۔ انسان کو غافل کرتے ہیں۔

اس کی مثال کیا ہے کہ آپ کے دل میں کوئی غم ہے، کوئی بوجھ ہے تو اب اگر آپ کسی میوزک میں یا کسی ایسی چیز میں involve ہو جائیں گے تو وقتی طور پر وہ سب غم غلط ہو جائے گا اسی طرح کوئی اچھی باتیں آپ نے یاد کی ہوئی ہیں کوئی دل میں ایمان، خشوع، خضوع ہے تو ایسی چیزوں میں مشغول ہو کر آپ کے دل سے وہ بھی نکل جائے گا۔ تو یہ گانا بجانا ایک ایسی چیز ہے کہ جو انسان کو آخرت سے غافل کرتی ہے۔ اپنے دنیا کے فرائض سے غافل کرتی ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کے احساس سے بے خبر کر دیتی ہے۔

سورۃ القمر

❖ آیت 1

یہ نبی ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔

❖ آیت 2

یہ کافر پھر بھی ایمان نہیں لائے حالانکہ انھوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے چاند کو دو حصوں میں پھٹتے ہوئے اور پھر جڑتے ہوئے دیکھا۔ اور معجزہ کو جادو قرار دے دیا۔

❖ آیت 3

یاد رکھیے خواہش پرستی جو ہے یہ حق کو جھٹلانا آسان کر دیتی ہے۔ پھر انسان حق اور باطل کو خلط ملط کر دیتا ہے۔ ہدایت اور بھلائی کو دیکھ نہیں پاتا۔ تو ہر عمل کرنے والا جو ہے وہ کہیں نہ کہیں پہنچنے والا ہے۔ جیسا عمل ہو گا ویسا ہی انجام ہو گا۔

❖ آیت 6

یعنی حشر کے میدان کی طرف پکارے گا۔

❖ آیت 7

اچھل اچھل کر باہر نکل کر آجائیں گے قبروں سے۔ تہوں کی تہوں میں جو لوگ پڑے ہوئے ہوں گے زمین میں جو deepest بھی ہوں گے سب نکل کر باہر۔ ان کی آنکھیں سہمی ہوئی ہوں گی۔

خُشَّعًا أَبۡصَٰرُهُمۡ ڈرے ہوئے ہوں گے، گھبرائے ہوئے ہوں گے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

❖ آیت 8

مومنوں کیلیئے وہ دن آسان ہو گا لیکن کافروں کے لیے یہ دن بڑا سخت ہو گا۔

✷ نبی ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت یَوۡمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ کے بارے میں فرمایا:"نصف یوم کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے اور یہ مدت مومن کیلیئے بڑی معمولی ہو گی جیسا کہ سورج ڈھلنے سے سورج غروب ہونے تک کا وقت ہو۔

یعنی اتنا لمبا وقت مومن کیلیئے بہت چھوٹا ہو جائے گا۔

قیامت کے دن کی مشقت بھی مومن کے لیے کم ہو گی۔ اس وقت سب لوگ پسینے کی لگام منہ میں ڈالے ہوئے ہوں گے اور رہے مومن تو وہ ان پر زکام کی طرح ہو گا۔ اور کافر پر موت جیسی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ موت جیسی سختی۔

یاد رکھیے

کہ اگر ہم آخرت کے دن کو مانتے ہیں تو ہمیں اس دن کی تیاری کرنی چاہیئے اور اس دن کی کیفیات کا بھی پتہ ہونا چاہیئے۔ کتنا ٹائم لگے گا؟ کتنی دیر میں فارغ ہو جائیں گے ؟ کیسی کیفیت ہو گی ؟لوگ کیسے ہوں گے ؟ یہ ساری معلومات قرآن مجید میں بھی ہیں اور ان کے بارے میں کتابیں بھی لکھی گئی ہیں تو اس لیے آخرت کا تذکرہ انسان کے اعمال کو درست کرنے کے لیے بڑا مفید رہتا ہے۔ جس کو آخرت کا غم لگ جاتا ہے وہ دنیا کا غم بھول جاتا ہے۔ اس کے نزدیک دنیا کے بڑے بڑے مسائل بہت چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ بہت حقیر ہو جاتے ہیں۔ وہ سوچتا ہے کہ یہ کیا مسئلہ ہے ؟ مسئلہ تو آخرت ہے۔ یہ نقصان کیا ہے ؟ اصل نقصان تو آخرت کا ہے۔ یہ ناکامی کیا ہے ؟ اصل ناکامی تو وہاں ہے۔ تو انسان کے لیے دنیا بھی آسان ہو جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہاں چند دن کے لیے ہوں یہاں کی ہر چیز برداشت ہو سکتی ہے۔ فکر کرو اس دن کی اور تیاری کرو اس دن کی۔

❖ آیت 9

یہ نبی ﷺ کو تسلی دینے کے لیے بتایا جا رہا ہے کہ آپ سے پہلے پیغمبروں پر بھی بڑی بڑی مشکلات گزری ہیں۔

❖ آیت 17

✧ قشیری کہتے ہیں کہ اللہ نے کچھ لوگوں کی زبانوں پر قرآن پڑھنے کو آسان کر دیا ہے (کچھ لوگوں کو مشقت سے پڑھنا پڑتا ہے اور کچھ آسانی سے پڑھ لیتے ہیں) کچھ لوگوں کے دلوں پر اس کے علم کو آسان کر دیا ہے (بڑی جلدی سمجھ جاتے ہیں مفہوم کو) کچھ لوگوں کے دلوں پر اس کے فہم کو آسان کر دیا۔ (علم کو آسان کیا یعنی حفظ کر لیتے ہیں فہم یعنی سمجھ کر پڑھتے ہیں) اور کچھ لوگوں کے دل پر اس کے حفظ کو آسان کر دیا۔ یہ سب کے سب اہل القرآن ہیں۔ یہ سب کے سب اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔

تو اللہ کی کتاب انتہائی آسان ہے سمجھنے کے اعتبار سے۔

اس کے برعکس جو دنیاوی علوم ہیں ان کو سمجھنے کے لیے پہلے مزید کچھ سیکھنا پڑتا ہے۔

لیکن پہلی بار بھی جو قرآن کا ترجمہ پڑھ لیتا ہے تو اس کا ایک بڑا حصہ direct سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ کیا کہا گیا۔ رہے احکام کے متعلق آیات جو ہیں ان میں مزید غور و فکر اور فقہ کے احکام جو نکالے جاتے ہیں تو وہ ہر بندے کا کام نہیں ہوتا لیکن قرآن جو ہے اس کو پڑھنا اور سمجھنا مشکل نہیں۔

آپ دیکھیے کہ عربی زبان میں جو ہماری اپنی زبان نہیں لیکن چھوٹے چھوٹے بچے اس کی reading شروع کر دیتے ہیں۔ پھر جب ترجمہ یاد کرایا جاتا ہے تو وہ بھی یاد ہو جاتا ہے۔ پھر اسی طرح تفسیر بھی سمجھ میں آنے لگتی ہے۔ اپنی باتیں لگتی ہیں اس میں۔

❖ آیت 21

تو یاد رکھیے کہ اللہ کے عذاب اور اللہ کے ڈراوے سے انسان کو ڈرتے ہی رہنا چاہیئے اور اس کے لیے فکر کے ساتھ ساتھ دعا بھی کرنی چاہیئے۔ خاص طور پر یہ دعا

اللَّهُمَّ إني أَعُوذ بِرِضَاك من سَخَطِك، وبِمُعَافَاتِكَ من عُقُوبَتِكَ

اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کے ذریعے تیری ناراضگی سے، تیری معافی کے ذریعے تیری سزا سے کہ اللہ تو معاف کر دینا سزا نہ دینا)۔

❖ **آیت 36** یعنی پیغمبر کی بات پر یقین نہیں کرتے تھے۔

❖ **آیت 37** یعنی اندھا کر دیا ان کو۔

❖ **آیت 49** ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا اور اس کے مطابق وہ پیدا کی گئی ہے نہ وہ ضرورت سے زیادہ ہے نہ کم ہے۔

❖ **آیت 50** اللہ تعالیٰ جب کن کہتے ہیں تو آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے وہ کام ہو چکا ہوتا ہے۔

❖ **آیت 53** اس کا مطلب ہے لکھی ہوئی مُّسۡتَطَرٌ۔

❖ **آیت 55** اللہ ہمیں بھی ان میں شامل کر لے۔

سورۃ الرحمٰن

❖ **آیت 1-2**

کس کو سکھایا؟ سب سے پہلے جبریل علیہ السلام کو اور جبریل کے ذریعے محمد ﷺ کو۔ اور پھر محمد ﷺ کے ذریعے صحابہ کرام کو اور پھر اس کے بعد نسل در نسل آج اللہ نے ہمیں بھی یہ سعادت بخشی۔ اور ہمیں بھی اس کو سیکھنے کا موقع عطا کیا۔ تو یہ رحمٰن کی خاص رحمت ہے۔

یہ سورت نعمتوں کو شمار کرنے کے لیے آئی ہے جو اللہ نے اپنے بندوں پر انعام فرمائی ہیں۔ تو سب سے پہلے اللہ نے اس نعمت کو بیان کیا جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ نفع دینے والی اور انجام کے اعتبار سے سب سے زیادہ عظیم ہے، بہترین ہے اور وہ قرآن کی تعلیم کی نعمت ہے۔

ہم دنیا کی باقی نعمتوں کی طرف بھاگتے دوڑتے رہتے ہیں۔ قرآن ہمیں اپنی طرف بلاتا ہے اور ہم پرواہ نہیں کرتے۔ تو جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس پر نعمتیں تمام ہوں اسے قرآن کی طرف توجہ کرنا چاہیئے اور اس کو سیکھنا چاہیئے کیونکہ یہ رحمٰن کا سکھایا ہوا ہے۔ رحمٰن کی رحمت کا تقاضہ ہے کہ وہ بندوں کو قرآن کی تعلیم دے اور اس نے اس کا بندوبست بھی کر دیا۔ اور الحمدللہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں جہاں سیکھنے والے اور سکھانے والے موجود ہیں صرف آپ کی اپنی نیت اور ارادہ

اور آپ کا شوق ہونا چاہیئے کہ آپ اپنے حالات اور اپنی ذمہ داریوں کے مطابق قرآن کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ یعنی جیسے ویک ڈیز میں بھی ہیں، ویک اینڈ میں بھی ہیں، انگلش میں بھی ہیں، اردو میں بھی ہیں، بچوں کے لیے بھی ہیں، بڑوں کے لیے بھی ہیں۔ آپ دیکھیے کہ آپ کو کیا سوٹ کرتا ہے۔ آپ تلاش کیجئے کہ آپ کا وقت کہاں زیادہ بہتر گزر سکتا ہے۔ لیکن دنیا سے ایسے نہ جایئے کہ آپ کو قرآن سمجھ میں نہ آئے۔ قرآن ہی قبر میں ایک خوبصورت شخص کی شکل میں آپ کا دوست ہو گا۔ اگر آج آپ نے اس کو اپنا دوست بنالیا اور اسی پر دونوں جہانوں کی خوش بختی کا مدار ہے۔

❖ آیت 3

اس نعمت کے بعد انسان کی تخلیق کا ذکر کیا۔ خلق الانسان یعنی انسان کو پیدا کیا۔ خود ہمارا وجود بھی ایک نعمت ہے ہمارے لے کہ exist کرتے ہیں تو ہم نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن خلق سے پہلے بھی علم۔ علم پہلے خلق بعد میں۔

❖ آیت 4

پھر اس کو بولنا سکھایا تو کیا ہم اللہ کا کلام نہیں بولیں گے ؟ یعنی اللہ نے اگر ہم کو بولنا سکھایا تو کیا ہم دنیا بھر کی باتیں کرتے رہیں گے اور اللہ کی بات نہیں کریں گے ؟ اس کو نہیں پڑھیں گے ؟ زبان سے ادا نہیں کریں گے ؟ اس کو صحیح مخارج کے ساتھ صحیح طریقے سے۔

اب ان شاء اللہ آپ کے لیے تجوید کے کورسز بھی شروع ہونے والے ہیں ان کی بھی تفصیلات معلوم کیجئے تاکہ اس کو صحیح طور پر پڑھنا آتا ہو آپ کو۔ یعنی ہم انگریزی تو perfect لہجے میں بولیں اور اس کے لیے پریکٹس بھی کرتے رہیں اور اگر نہ بولنی آتی ہو تو شرمندگی محسوس کریں لیکن اللہ کا کلام، اللہ کی زبان اگر وہ نہیں پڑھنے آتی سمجھ نہیں آتی یا صحیح طور پر ادائیگی نہیں آتی تو ہمیں شرمندگی بھی نہ ہو اور اس کا احساس بھی نہ ہو۔ لیکن شرمندگی اس حد تک بھی نہ بڑھے کہ آپ پڑھنے سے ہی رک جائیں کیونکہ بہت سے لوگ اس لیے نہیں پڑھتے کیونکہ انھیں پڑھنا نہیں آتا۔ تو پڑھنا نہیں آتا تو اسی لیے تو پڑھتے ہیں تاکہ پڑھنا آجائے۔ تو آپ کی عمر کوئی بھی ہو، آپ کی مصروفیت کچھ بھی ہو، کچھ نہ کچھ حصہ مخصوص کرلیں کہ یہ تو میرا قرآن کا حصہ ہے۔ روزانہ پڑھنے کا بھی۔

آپ دیکھیے

✷ نبی ﷺ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جو suggest کیا تھا وہ مہینے میں ایک قرآن ختم کرنا تھا۔ تو ہم سب کا بھی مہینے میں ایک تو ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر ایک نہیں ہو تا تو کم از کم دو مہینے میں تو ایک ہو جانا چاہیئے۔ آدھا جز تو روز پڑھنے والے ہوں۔ صحابہ کرام تو سات دن میں ختم کر لیتے تھے اور بعض تین دن میں ختم کر لیتے تھے لیکن چونکہ ہمارے پاس ٹائم نہیں۔ بھئی وہ ٹائم کہاں ہے ؟ کہاں لگ رہا ہے ؟ کیا وہ اس سے بھی زیادہ اہم کام میں لگ رہا ہے ؟ تو اس لیے کچھ نہ کچھ وقت ویک ڈیز میں، ویک اینڈ میں، دن میں، رات میں، گھر میں، آن لائن، آن کیمپس، آن سائٹ جہاں بھی ٹیچر ملے، جہاں بھی موقع ملے جہاں سہولت ہو اپنا وقت اس کے لیے لازمی نکالنا ہے اس کی نیت کر لینی چاہیئے کہ یہ قرآن صرف رمضان کی حد تک نہ ہو بلکہ بعد میں بھی اور اس کی تعلیم حاصل کریں۔

یاد رکھیے

یہاں جو بات کی جارہی ہے عَلَّمَ ٱلۡقُرۡءَانَ یہ تعلیم کی بات ہو رہی ہے۔ یعنی اس کو سیکھیں، اس کو پڑھنا سیکھیں، اس کا معنی سیکھیں، اس کی تفسیر سیکھیں۔ اس میں تدبر سیکھیں، اس میں غور و فکر سیکھیں، اس کو حفظ کرنا سیکھیں۔ یہ ساری چیزیں اس میں آجاتی ہیں۔

❖ آیت 9

یعنی دوسروں کے ساتھ انصاف کرو۔ عدل سے کام لو کیونکہ ناپ تول امانت ہے۔ ناپ تول میں کمی سے انسانوں کی دنیا بھی اور آخرت بھی برباد ہو جاتی ہے۔ جیسے وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِينَ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ تو اسی طرح خرید و فروخت میں ملاوٹ سے بھی بچنا چاہیئے کیونکہ وہ بھی اصل چیز میں کمی کرنے کے مترادف ہے۔

❖ آیت 10

زمین کو ساری مخلوق کیلئے بنایا صرف انسانوں کیلئے نہیں ہے۔ زمین پر سب کا حق ہے کہ سب کو جینے کیلئے چھوڑیں۔ اس کے ریسورسز کو اس طرح miss use نہ کریں کہ وہ رہنے کے قابل ہی نہ رہے۔

❖ آیت 11

کتنا protected اللہ تعالیٰ ہمارے لیے تیار کرتے ہیں۔

❖ آیت 13

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

تو یہاں ایک سوال بھی ہے کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے؟

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: "میں نے جنوں پر سورۃ الرحمٰن پڑھی تو وہ تم سے بہتر جواب دینے والے تھے۔ جب میں اس آیت پر آتا فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ تو وہ جواب دیتے لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ، فَلَكَ الحَمْدُ

اے ہمارے رب ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو بھی نہیں جھٹلاتے ساری تعریف تیرے لیے ہے۔ اگر عربی میں جواب نہیں بھی آتا تو آپ اردو میں جواب دل میں کہہ سکتے ہیں کہ ہم کسی چیز کو بھی نہیں جھٹلاتے ہم ساری نعمتوں کا اقرار کرتے ہیں۔

❖ آیت 20

یعنی دو مختلف رنگوں کے دریا اکٹھے ساتھ ساتھ بہہ رہے ہوتے ہیں اختلاف کے باوجود ساتھ چلتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی نہیں کرتے۔

❖ آیت 29

اللہ ہر روز ایک نئی شان میں ہے۔ وہ گناہ معاف کرتا ہے۔ پریشانیاں دور کرتا ہے۔ کچھ لوگوں کا مقام اونچا کرتا ہے اور کچھ اونچوں کو نیچے گرا دیتا ہے۔ ہر روز وہ اپنی مخلوقات کے شکوے سنتا ہے۔ زمین و آسمان والے اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اُسی نے زندگی بخشی، وہی موت دیتا ہے۔ وہی پالتا ہے اور وہی فریاد رسی کرتا ہے۔ ہر روز اللہ تعالیٰ کی تجلیات مختلف طرح کی ہوتی ہیں اس لیے انسان کو کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ جو لوگ اللہ کو پہچانتے ہیں وہ صرف اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو صبح کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اللہ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا؟ جب شام کرتے ہیں تو اسی کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ اب دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ وہ

اپنے عام او قات میں اللہ کی مرضی کے مطابق چلتے ہیں اور اُسی سے امیدیں رکھتے ہیں دعاؤں کی قبولیت کی، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ سارے کا سارا اختیار کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ ان کا اپنا اختیار کچھ نہیں۔

- ❖ **آیت 31** یہ ایک طرح سے ڈانٹ ہے کہ ہم فارغ ہوں گے تمہارے حساب کے لیے۔
- ❖ **آیت 41** مجرموں کو اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی پکڑ لیا جائے گا۔ کہاں بھاگ کر جائیں گے؟
- ❖ **آیت 44** یعنی جب پیاس لگے گی تو پانی کی طرف دوڑیں گے ابلتا ہوا پانی ملے گا پھر وہاں نہ کھڑے ہو سکیں گے واپس دوبارہ جہنم کی طرف آ جائیں گے۔
- ❖ **آیت 46** اللہ کا ڈر، اللہ کا تقویٰ۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ جیسے شیر سے ڈرتا ہے انسان۔ نہیں۔

اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اللہ کے ڈر سے نافرمانیوں سے رک جانا۔ اور اللہ کے ڈر سے اطاعت کرنا۔

- ❖ **آیت 50** کیا حسن ہو گا ان کا؟
- ❖ **آیت 56** نگاہ نیچی رکھنے والی۔ غض بصر کرنے والی۔
- ❖ **آیت 60** یعنی یہ تو ایک ضابطہ ہے، ایک اصول ہے جو نیک کیلئے بھی ہے اور بد کیلئے بھی کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے۔ نیکی کا بدلہ نیکی ہی۔
- ❖ **آیت 72** یہاں جنت کی عورتوں کی بھی یہ خوبی بتائی گئی کہ وہ خیموں میں رکی ہوئی ہوں گی، اِدھر اُدھر گھومتی پھرتی نہیں ہونگی۔
- ❖ **آیت 78** تَبَٰرَكَ ٱسۡمُ رَبِّكَ ذِي ٱلۡجَلَٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِ

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان کو اللہ کا ذکر کرنے کے علاوہ جس کام کا بھی آغاز کرے یا ابتدا کرے اس میں بسم اللہ پڑھے۔

سورةٱلۡوَاقِعَةُ

❖ **آیت 1**

اس سورت کا نام واقعہ رکھا گیا کہ یہ لازمی پیش آنے والا واقعہ ہے اور اس کا واقع ہونا قریب ہے۔ اور اس میں جو سختیاں واقع ہوں گی وہ بھی بڑی شدید ہوں گی۔

❖ **آیت 3**

اللہ اکبر۔ یعنی جب وہ سامنے آجائے گی تو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ ہم نہیں مانتے اس کو۔

اور دوسرا یہ کہ ہر چیز کے یہ معیار بدل دے گی۔ الٹ پلٹ کر دے گی۔

دنیا میں بلند مقام والوں کی پستی کا دن ہے جو اللہ کی نافرمانیوں میں بلندی حاصل کرتے رہے۔

اور پھر کچھ لوگوں کو قیامت کا دن جہنم کی طرف گرا دے گا اور کچھ لوگوں کو جنت کی طرف بلند کر دے گا۔ ان لوگوں کو قیامت کے دن اللہ بلند کر دے گا جو دنیا میں کم ترین خیال کیے جاتے تھے۔ اور کچھ لوگ پاؤں تلے روندے جائیں گے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن متکبروں کو چیونٹیوں کی طرح پیش کیا جائے گا گویا کہ ان کی شکلیں انسان جیسی ہوں گی اور ہر حقیر چیز ان سے بلند ہو گی"۔(یعنی تکبر کرنے والے اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنے والے چیونٹیوں کی طرح رینگ رہے ہوں گے) یہاں تک کہ وہ جہنم کے ایک ایسے قید خانے میں داخل ہو جائیں گے جس کا نام بُولَس ہو گا۔ اور لوگوں پر آگوں کی آگ چھائے گی۔ انھیں طِینَۃِ الْخَبَالِ پلایا جائے گا جو جہنم کی پیپ ہو گی۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور دور رہنے والے لوگ وہ ہیں جو زیادہ باتونی، بلا سوچے سمجھے اور بغیر احتیاط کے بولنے والے اور تکبر کرنے والے ہیں"۔

❖ آیت 7

حشر میں انسانوں کے تین گروہ ہوں گے۔

۞ کچھ لوگ عرش کے دائیں جانب ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو آدم علیہ السلام کی دائیں جانب سے نکلے۔ انھیں ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور انھیں دائیں طرف لے جایا جائے گا۔ یہ اہل جنت کی اکثریت ہوں گے۔

۞ کچھ لوگ عرش کے بائیں جانب ہوں گے۔ یہ آدم علیہ السلام کی بائیں جانب سے نکلے تھے۔ انھیں ان کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ انھیں بائیں جانب لے جایا جائے گا۔ یہ اہل جہنم کی اکثریت ہوں گے۔ اللہ ہمیں اس سے بچالے۔

۞ اور کچھ لوگ اللہ کے سامنے ہوں گے یہ سبقت لے جانے والے، یہ دائیں ہاتھ والوں سے زیادہ خاص، زیادہ نصیب والے اور اللہ کے زیادہ مقرب ہوں گے۔ ان میں رسل، انبیاء، صدیقین اور شہداء ہوں گے۔ وہ دائیں ہاتھ والوں سے کم تعداد میں ہوں گے۔

کچھ لوگ رحمٰن کے سائے تلے ہوں گے خوش نصیب۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: "سات آدمی ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سایے میں جگہ دے گا جبکہ اس کے عرش کے سایے کے سوا کوئی سایا نہ ہو گا۔

1۔ عادل حاکم۔ یعنی اللہ جس کو انصاف والی جگہ پر بٹھائے اور وہ لوگوں کے درمیان عدل کرے۔

2۔ وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں پرورش پائی۔ جوانی میں عبادت کرنے والے۔

3۔ ایسا شخص جس نے اللہ کو اکیلے میں یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

4۔ وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے، مسجد سے محبت کرتا ہے۔

5۔ وہ دو آدمی جو آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں۔

6۔ وہ شخص جسے کسی بلند مرتبہ خوبصورت عورت نے اپنی طرف بلایا اور اس نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ وہ مرد اس کی طرف راغب نہ ہوا۔

7۔ وہ شخص جس نے اتنا پوشیدہ صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چل سکا کہ دائیں ہاتھ نے کتنا اور کیا دیا۔ ان گنت دیا۔

تو اس میں اگر آپ کے پاس بہت مال نہیں بھی ہے تو آپ کیا کر سکتے ہیں؟ coins اکٹھے کرتے رہیں، کرتے ہیں، صدقہ باکس بنالیں گھر میں، اور پھر آپ ان کو گنے بغیر اکٹھے لا کر ڈال دیں تو کیا ہو گا ان گنت، بے حساب اور خود بھی آپ کو نہیں پتہ کہ آپ نے کیا خرچ کیا اور کسی اور کو بھی نہ پتہ چلے۔

۞ پھر اسی طرح کچھ لوگ سونے کے ممبر پر ہوں گے یعنی دائیں اور بائیں اور آگے کے لوگوں کے علاوہ کچھ لوگوں کی خاص شان ہو گی۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہاجرین کے لئے قیامت کے دن سونے کے ممبر ہوں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور ہر قسم کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے"۔

انھیں اس دن کوئی گھبراہٹ ہی نہیں ہو گی دنیا میں انھوں نے بہت گھبراہٹیں دیکھیں اور بہت خوف میں وقت گزارا۔

✷ پھر اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بہترین بندے وہ ہوں گے جو اچھے انداز میں ادائیگی کرتے ہیں"

یعنی جو کچھ انھیں دینا ہوتا ہے بہترین انداز میں دیتے ہیں۔

قیامت کے دن بدترین لوگ کون ہوں گے؟

قیامت کے دن بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کے شر سے ڈر کر لوگ ان سے ملنا چھوڑ دیں گے۔

آپ دیکھیے

خاندانوں میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جو لوگوں کو اتنا تنگ کرتے ہیں، اتنا ذلیل کرتے ہیں کہ بالآخر کہ لوگ کہتے ہیں کہ اب بس ہو گئی۔ اب ان کے سامنے نہ ہی آؤ۔ بعض اوقات بیہودہ مذاق کرتے ہیں، بعض اوقات نقلیں اتارتے ہیں بعض اوقات طعنے دیتے ہیں۔ ہم سب کو ایسی بری عادتیں اور برے اخلاق سے بچنا چاہیئے کیونکہ ایسے لوگ دنیا میں بھی بدترین ہیں تو قیامت کے دن بھی بدترین ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان عادتوں کو نکال دے ہمارے اندر سے کہ ہم کسی پر ہنسیں یا کسی کو تکلیف دیں۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن لوگوں میں سے بدترین آدمی اس کو پاؤ گے جو دورُخا ہو۔ وہ لوگوں کی بات ان تک پہنچاتا اور ان کی بات لوگوں تک پہنچاتا۔ اِدھر کی اُدھر لگاتا ہے جا کر۔

کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ کلام بھی نہیں کرے گا۔ بہر حال ہر طرح کے لوگ ہوں گے اس دن حشر کے میدان میں اپنے اپنے عمل کے مطابق مقام دیئے جائیں گے۔

وہاں اپنی جگہ تلاش کیجئے کہ آپ کہاں ہوں گے؟ میں کہاں ہوں گی؟

تو ہمیں کون کون سے ایسے کام کرنے ہیں کہ جن کی وجہ سے وہاں اچھا ٹھکانہ ملے کیونکہ وہ دن بڑی آفت کا دن ہے۔

❖ آیت 10

سبقت سبقت کرنے والے تو سبقت کرنے والے ہیں۔ آگے جانے والے تو آگے جانے والے ہیں۔ دنیا میں بھی نیکیوں میں آگے جاتے تھے تو آخرت میں بھی آگے آگے ہوں گے۔ جو دنیا میں بھی سبقت کرے وہ آخرت میں بھی سبقت لے جائے گا۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

❖ آیت 16

Relax کوئی کام نہیں ہے آپ کا، صرف مزے ہی مزے ہیں۔

❖ **آیت20** کھانوں میں سب سے پہلے پھلوں کا ذکر ہے کیونکہ کھانوں میں سب سے فائدہ مند اور بہترین غذا پھل ہیں۔

❖ **آیت21** ساری ورائٹی ہوگی ان کی خواہش پر کیونکہ دنیا میں انھوں نے اپنی خواہشات کو کنٹرول کیا تھا۔

❖ **آیت25** جو لوگ دنیا میں بیہودگی سے بچتے ہیں کیونکہ ان کو پسند نہیں اللہ ان کو قیامت کے دن بھی بچائے گا۔

❖ **آیت26** ہر ایک سے سلامتی ہوگی۔ اچھی بات ہی سننے کو ملے گی۔

❖ **آیت28**

بیری کا درخت بھی ہے جنت کے درختوں میں اور یہ درخت بڑا مبارک ہے۔ اس درخت کو کاٹنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں پھل بھی ہیں اور لوگوں کے لیے علاج بھی ہے۔

✧ ابن بطال کہتے ہیں کہ وہب بن منبع نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ سبز بیری کے سات پتے لے کر اسے دو پتھروں کے درمیان کوٹ لیں۔ سات پتے کوٹ لیں اور اسے پانی میں ملا دیں۔ پھر اس پانی پر آیت الکرسی اور تینوں قُل پڑھیں اس میں سے تین گھونٹ پی لیں باقی سے غسل کر لیں۔ یہ بیماری کو ختم کر دے گا۔ اور یہ اس شخص کے لیے بھی فائدہ مند ہے جو جادو کی وجہ سے حق زوجیت ادا نہ کر سکے۔

تو بہرحال بیری کے پتوں سے علاج معروف علاج ہے جو انسان کو نظر، جادو، روحانی بیماریاں اور ویسے بھی بیماریوں میں فائدہ دیتا ہے۔

❖ **آیت33**

یہ جنت کے پھلوں کی صفت ہے کہ جب پھل توڑا جائے گا تو پھر اس کے بعد اور آ جائیں گے وہاں۔ دنیا میں تو درخت خالی ہو جاتے ہیں لیکن وہاں ختم نہیں ہوں گے منقطع نہیں ہوں گے۔

❖ **آیت37** حدیث میں آتا ہے کہ جنتیوں کی عمر 33 سال ہوگی۔ یعنی یہ جوانی کا عروج ہوتا ہے۔

❖ **آیت46-45** دنیا کے عیش میں محو تھے، نمازیں چھوڑ دیں اور اللہ کے احکامات کو بھلا دیا۔

یاد رکھیے

خوش حالی بڑی آزمائش ہے۔ نعمتیں بڑی آزمائش ہیں جب انسان کو کھانے کو وافر مل جاتا ہے، جب عیش و عشرت کے سامان وافر مقدار میں مل جاتے ہیں تو پھر انسان اپنی آخرت سے غافل ہو جاتا ہے وہ دنیا کو ہی جنت سمجھ بیٹھتا ہے اور اہم کاموں کو فراموش کر دیتا ہے لیکن جہنم کا ایک غوطہ دنیا کی ساری خوشحالی بھلا دے گا۔ انسان کہے گا اللہ کی قسم میں نے کوئی راحت دیکھی ہی نہیں اور اسی طرح جنت کی ایک جھلک دیکھنے والا دنیا کے سارے غموں کو بھلا دے گا یا اللہ میرے پاس سے کبھی کوئی تکلیف گزری ہی نہیں۔ کوئی شدت و سختی میں نے دیکھی ہی نہیں۔

لیکن جو بد بخت ہوں گے جو وہاں مصیبت میں پکڑے ہوئے ہوں گے ان کے قصور کیا تھے؟

وہ شرک اور بڑے گناہوں پر اڑے ہوئے تھے۔

❖ آیت 47 یعنی وہ آخرت پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

❖ آیت 53 زقوم کے درخت کا اگر ایک قطرہ دنیا میں پڑ جائے تو ہر چیز کو جلا کر رکھ دے۔

❖ آیت 60 زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

❖ آیت 61 تمہارے چہرے مسخ کر دیں یا تمہیں بھیانک شکلوں میں اٹھائیں۔

❖ آیت 62–72 یہ سارے دلائل ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود پر، اس کی وحدانیت پر، اس کے رب ہونے پر اسکے معبود ہونے پر۔

❖ آیت 74

سبحان ربی العظیم۔یعنی اللہ کو ہر طرح کے عیب سے مُنزہ قرار دو۔اس کی نعمتوں پر اس کی تعریف بیان کرو اس کا شکر ادا کرو۔

✷ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سا کلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جو اللہ نے اپنے بندوں اور اپنے فرشتوں کیلئے چنا سبحان اللہ وبحمدہ تمام مخلوق کا رزق ہے اس میں۔

✷ حضرت نوح علیہ السلام کی جب وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ میں تمھیں وصیت کر رہا ہوں جس میں دو باتوں کا حکم ہے اور دو باتوں سے روک رہا ہوں۔

1۔لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے رہنا۔اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لا الہ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بند کڑے کی شکل اختیار کر لیں تو لا الہ الا اللہ اس کو بھی توڑ دے گا۔

2۔سبحان اللہ وبحمدہ کا ورد کرتے رہنا یہ ہر چیز کی نماز ہے۔اس کے ذریعے مخلوق کو رزق ملتا ہے۔

✷ دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہنے والے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

اور قیامت کے دن انسان کا بچاؤ کرنے والے کلمات بھی تسبیح ہیں۔

✷ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنا بچاؤ حاصل کر لو۔صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا دشمن آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔لیکن اپنا جہنم سے بچاؤ کر لو۔یعنی اپنا آپ جہنم سے بچانے کے لیے کیا کرو؟ سُبحَانَ اللهِ وَالحَمدُ لِلّٰهِ وَلآ اِلّٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكبَرُ پڑھا کرو یہ کلمات قیامت کے دن تمہارے آگے آ کر، تمہارے پیچھے آ کر تمہارا بچاؤ کریں گے۔یہی کلمات وَٱلۡبَٰقِيَٰتُ ٱلصَّٰلِحَٰتُ ہیں۔اس کلمے کی کتنی تعریفیں بیان ہوئی ہیں مختلف جگہوں پر۔تو ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ کم از کم ایک تسبیح اس کی دن میں کر لیں۔سُبحَانَ اللهِ وَالحَمدُ لِلّٰهِ وَلآ اِلّٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكبَرُ ۔

❖ آیت 76 اللہ نے یہ قسم کس پر کھائی؟

قرآن کریم پر

❖ **آیت 81** تو کیا پھر تم اس کلام سے مداہنت کرتے ہو، پیچھے ہٹتے ہو، اس کو importance نہیں دیتے۔

❖ **آیت 89** اگر مرنے والا مقربین میں سے ہو تو اس کو راحت، روح و ریحان کی خوشخبریاں دی جائیں گی۔ اللہ ہم سب کو بھی ایسی خوشخبریاں دے۔ آمین

سورۃ الحدید

❖ آیت 3

هُوَ ٱلْأَوَّلُ وَٱلْـَٔاخِرُ وَٱلظَّـٰهِرُ وَٱلْبَاطِنُ

اللہ کے یہ چار نام بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے ساتھ جو شخص اللہ کو پکارتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وسوسے وغیرہ بھی دور کر دیتے ہیں۔ سوتے وقت کی دعا میں بھی یہ نام آتے ہیں جو نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ کو پڑھنے کے لیے کہا تھا۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْئٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّكُلِّ شَيْئٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْئٌ وَاَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْئٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْئٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْئٌ، اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ

❖ آیت 4

ہم مسلسل اللہ کی نگاہ میں ہیں۔

✧ ابن مسعود رضی اللہ کہتے ہیں کہ عرش پانی کے اوپر ہے اور اللہ عزوجل عرش کے اوپر ہے اور اللہ پر تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں۔ عرش پر ہوتے ہوئے وہ تمہاری دعائیں قبول کرتا ہے۔

❖ آیت 6

یعنی ایک بڑی چیز کا ذکر کیا گیا رات اور دن کی تبدیلی کا اور پھر دل کے الٹ پلٹ ہونے کے اندر جو خیالات آتے اور جاتے ہیں ان کا یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔

❖ آیت 7

یہاں ایک انوکھے انداز سے خرچ کرنے کے اوپر ابھارا جا رہا ہے کہ اس میں سے خرچ کرو جن چیزوں کے اوپر اللہ نے تم کو جانشین بنایا ہے۔ یعنی جو تمہاری custody میں دے دیں۔ جو تمہاری ملکیت میں ہیں۔ جو اس سے پہلے کسی اور کے پاس تھیں اب تمہارے پاس آ گئیں۔ جانشینی کیا ہوتی ہے؟ ایک کے بعد ایک کے پاس چیز کا آنا، وارث ہونا۔

تو آپ دیکھیے

اپنے ماں باپ کو سوچیئے اور اکثر خیال بھی آتا ہے کہ کیسا گھر تھا ان کا؟ کیسے زیورات تھے امی کے پاس؟، کتنے بچے تھے؟ کیا کیا نعمتیں آتی تھیں؟ ہر ایک کو اپنے ماں باپ کے گھر کی نعمتیں اور رونقیں اور سب کچھ یاد آتا ہے۔ لیکن آج وہ منوں مٹی کے نیچے ہیں کوئی چیز ان کے نام نہیں اور کوئی چیز ان کی نہیں سوائے اس کے کہ جو وہ کما کر چلے گئے یا اللہ کی راہ میں دے کر چلے گئے۔ آج اللہ نے ان کے بعد ہم کو ان کا جانشین بنا دیا۔ آج ہم زمین پر ہیں۔ ہم ان گھروں میں رہ بس رہے ہیں۔ جو کچھ ہمارے پاس ہے جن کے ہم مالک ہیں ہم ان کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ صرف یہیں رکھنا چاہتے ہیں یا آگے بھی بھیجنا چاہتے ہیں۔ اور پھر ہمارے بعد ہماری اولادیں اور ہمارے بعد میں آنے والے لوگ ہوں گے جن تک یہ سب کچھ منتقل ہو جائے گا۔ پھر وہ اپنی مرضی کریں گے۔ وہ چاہیں تو اللہ کے راستے میں دیں آپ کی طرف سے، چاہیں تو نہ دیں۔

آپ اپنے آپ کو دیکھیے اس رمضان میں ہی کتنے لوگوں نے اپنے ماں باپ کے لیے ہی کچھ کیا ہو؟ عام دنوں میں تو کیا یاد رکھیں گے۔ کس کس کو یاد رہا ان کے لیے دعائیں کرنا، ان کے لیے بخشش مانگنا اور ان کے لیے صدقہ خیرات کرنا، انکے لیے دعا کرنا۔ اوہ! بھول گئی۔ صدقہ کرنا اوہ بھول گیا!۔ کل ہماری اولاد کیسے یاد رکھے گی؟ تو آج وقت ہے آج مہلت ہے، بخل نہ کرو آج اپنے لیے کچھ کر لو۔ اور وہ تھوڑا تھوڑا کام جو سال بھر انسان کرتا رہے وہ اس سے بہتر ہوتا ہے کہ انسان یکدم کرے اور پھر اس کے بعد چھٹی۔ بس ختم سب کچھ کر لیا۔ رمضان میں زکوۃ دے دی بس سب فارغ ہو گئے۔ نہیں! آدم کے ہر جوڑ پر روزانہ صدقہ واجب ہوتا ہے۔ تو اگرچہ اس صدقے کی ادائیگی تسبیحات، اشراق کی نماز ان چیزوں سے بھی ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان کو اگر اللہ نے مال دیا ہو تو اس میں سے اپنی خاطر ضرور خرچ کرتے رہنا چاہیئے اور daily basis پر کرنا چاہیئے۔ یا اگر daily نہیں ہو سکتا تو monthly، weekly لیکن یہ نہیں کہ انسان بھول جائے۔ تو کوئی نہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کریں کہ جس میں آپ بھول لیں بھی تو وہ طریقہ نہ بھولے اور آپ کی طرف سے جو نیت کی ہوئی ہے صدقہ کی وہ ہوتی رہے۔ اس سے ڈریں نہیں، گھبرائیں نہیں! کہ کیا پتہ ہمارے پاس جاب نہ رہے، ہمارے پاس کل کو رزق نہ ہو۔ جو اللہ آج دے رہا ہے وہ کل بھی دے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس ارادے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کے رزق میں کمی آنے ہی نہ دے کہ وہ ہمیشہ آپ کو دیتا ہی رہے آپ دینے والوں میں شامل رہیں۔

❖ آیت 10

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم دین کیلئے خرچ نہیں کرتے۔

حالانکہ آسمان وزمین کی میراث اللہ ہی کی ہے۔ یہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہوا ہے اس کا اصل مالک تو وہی ہے اگر تم اپنے ہاتھ سے نہیں دو گے تو وہ ویسے ہی تم سے لے لے گا۔ خالی ہاتھ جاؤ گے قبر میں۔

وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ بعض اوقات جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے انسان اگر اس وقت خرچ نہ کرے تو بعد میں خرچ کرنا اس فائدے کا نہیں ہوتا۔ تو خرچ کرتے ہوئے مال کم ہونے سے ڈرنا نہیں چاہیئے کیونکہ وَلِلَّهِ مِيرَٰثُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِۚ ۔ جس کے راستے میں تم نے خرچ کیا ہے وہ زمین و آسمان کا مالک ہے۔ خزانوں کا مالک ہے۔ اسی کے ہاتھ میں اس کی کنجیاں ہیں۔ اس کی کے پاس ان کے خزانے ہیں تو پھر تم کیوں ڈرتے ہو کہ کم ہو جائے گا وہ اپنے خزانوں سے اور دے گا تمہیں۔

✷ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلال خرچ کیا کرو اور عرش والے کی جانب سے مفلسی سے نہ ڈرا کرو" غریب ہونے سے نہ ڈرا کرو۔

✷ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا: "اے اللہ کے نبی میرے پاس کوئی چیز نہیں سوائے اس کے جو زبیر نے مجھے دی ہیں۔ کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے اگر میں اس کے دیئے ہوئے میں سے صدقہ کروں؟ (یعنی شوہر کے دیئے ہوئے مال میں سے)۔ تو آپ نے فرمایا: جتنی تم میں طاقت ہو اتنا دو اور جمع کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تم کو دینا بند کر دے گا۔

نکالتے رہو اور آتا رہے گا، صاف ہوتا رہے گا مال۔

جو خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اور خرچ کرتا ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مجھ سے فرمایا خرچ کرو! تم پر خرچ کیا جائے گا" میں تم پر خرچ کروں گا اَنفق اُنفق علیک۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے دن رات عطا کی بارش برسانے والا ہے تو اس میں کوئی چیز کمی نہیں کرتی۔ کیا تم نے دیکھا آسمان وزمین کی تخلیق سے لے کر اب تک اس نے کتنا خرچ کیا؟ جو کچھ اس کے دائیں ہاتھ میں ہے اس میں اس نے کوئی کمی نہیں کی (یعنی دینے میں کمی نہیں کی)۔

❖ آیت 11

قرض حسنہ قرآن مجید میں کئی جگہ پر آتا ہے۔

- قرض حسنہ وہ ہوتا ہے جو پاک اور حلال مال سے دیا جاتا ہے۔ گھٹیا اور ناپاک مال نہ ہو۔
- وہ صدقہ جو انسان خوش دلی سے نکالے اور اس وقت اللہ کی رضا حاصل کرنے کی تمنا ہو۔
- وہ خرچ جو کسی کو دے کر اس پر احسان نہ جتلائے، نہ کسی کو ایذا دے۔
- اور پھر وہ خرچ جو انسان اللہ کے دین کے کام کے لیے دے اور اس کو قرض حسنہ کہتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے لیے دگنا کر دے گا اور تم کو اجر عطا کرے گا۔

اور خرچ کرنے کے سلسلے میں یہ بھی یاد رکھیں کہ وہ چیزیں جو گھٹیا ہوں اور ناقابل استعمال ہوں وہ صدقہ کر کے مطمئن نہ ہو جائیں کہ ہم نے صدقہ کر لیا۔ نہیں! اللہ کے رستے میں دیتے ہوئے عمدہ چیز دیں۔

❖ آیت 12

یہ کب کہیں گے؟ جب انسان پل صراط پر ہوگا۔ کیونکہ پل صراط جو ہے وہ اندھیرے میں ہوگا اور اس وقت ہر شخص کے پاس صرف اپنی روشنی ہوگی۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق نور دے گا۔ بعض کو نور ایک عظیم پہاڑ کے برابر دیا جائے گا جو ان کے آگے آگے دوڑے گا، کچھ لوگوں کو اس سے ذرا کم نور دیا جائے گا، کچھ لوگوں کو کھجور کے پودے کے برابر جو انھوں نے ہاتھ میں پکڑا ہوگا اور کسی کو اسے بھی کم یہاں تک کہ آخری آدمی جس کو نور دیا جائے گا وہ اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے اوپر دیا جائے گا۔ کبھی وہ جلے گا کبھی بجھ جائے گا۔ تو جب پاؤں روشنی کرے گا تو وہ آگے چلے گا

اور جب نور بجھا دیا جائے گا تو رک جائے گا۔ اور رب تبارک و تعالیٰ ان کے آگے آگے ہوں گے یہاں تک کہ ان کو آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔ تو اس کا اثر تلوار کی تیزی کی طرح باقی رہے گا۔ وہ پھسلن والا ہو گا، ان کو کہا جائے گا گزرو تو وہ اپنے نور کے مطابق گزر جائیں گے۔ بعض ہوں گے جو آنکھ جھپکنے کی دیر میں گزر جائیں گے، بعض وہ ہوں گے جو بجلی کی طرح گزر جائیں گے، بعض بادلوں کی طرح گزر جائیں گے۔ کچھ ستاروں کے ایک دوسرے کے اوپر حملہ کرنے کی طرح گزر جائیں گے۔ کچھ لوگ آندھی کی طرح گزر جائیں گے۔ کچھ لوگ گھوڑوں کے دوڑنے کی طرح گزر جائیں گے۔ کچھ آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے۔ پھر اُس کے گزرنے کی باری آئے گی جس کو روشنی اس کے پاؤں کے پشت پر دی گئی ہو گی۔ وہ چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے بل رینگ رینگ کر گزرے گا، کوئی ہاتھ گرے گا، کوئی ہاتھ چمٹ جائے گا، کوئی پاؤں گرے گا، کوئی پاؤں چمٹ جائے گا۔ اس کے کناروں اور پیروں کو آگ پہنچے گی لیکن پھر بھی رینگتے رینگتے آخر نجات پا جائے گا۔ جب وہ نجات پا جائے گا اور رک جائے گا کہے گا اللہ کا شکر جس نے مجھے وہ دیا جو کسی کو نہیں دیا جب کہ میں نے جہنم کو دیکھ لیا تو اس نے مجھے اس سے نجات دے دی۔

یاد رکھیے

قیامت کے دن منافق کا نور بجھا دیا جائے گا اور مومن کو نور عطا کیا جائے گا۔

❖ آیت14

یعنی دنیا کے پیچھے لگ کر فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ تو خسارے کے چار اسباب یہاں بتا دیئے گئے ہیں۔

1۔ اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالنا۔

2۔ آزمائشوں اور مصیبتوں کا انتظار کرنا

3۔ رسول اللہ ﷺ کی سچائی میں شک کرنا

4۔ جس چیز کو انسان کے نفس ملمع سازی کر کے دکھاتے ہیں۔ ہوتی چیز وہ نہیں لیکن وہ اتنی خوبصورت لگتی ہے کہ انسان اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔

❖ آیت16

تو بعض اوقات انسان کی عمر لمبی ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ وہ غفلت آتی جاتی ہے اور دل سخت ہو جاتا ہے اور اس طرح انجام اچھا نہیں ہوتا۔

تو اس لیے علم حاصل کریں، کب تک؟ اچھی مجلسوں سے جڑے رہیں کب تک؟

موت تک وَٱعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأۡتِيَكَ ٱلۡيَقِينُ

❖ آیت18

عورتوں کا الگ ذکر آیا ہے عورتوں کو اپنے لیے الگ صدقہ کرنا چاہیے۔ یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ وہ میرے شوہر جاتے ہیں مسجد میں تو سارے گھر والوں کی طرف سے ڈال آتے ہیں صدقہ میں۔ صحابیات جو تھیں وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے صدقہ کرتی تھیں کیونکہ جو اپنے ہاتھ کی کمائی کا صدقہ ہوتا ہے وہ اور زیادہ بہتر ہوتا ہے

لیکن اگر کمائی نہیں بھی ہو تو آپ کے possession میں جو کچھ ہے والدین سے جو کچھ ملا یا شوہر کی طرف سے جو مل گیا اس میں سے آپ اپنی مرضی سے پھر صدقہ کر سکتے ہیں۔

صدقہ اور قرض حسنہ دونوں میں فرق ہے؟

قرض حسنہ وہ جو فی سبیل اللہ ہے اللہ کے راستے میں دیا جاتا ہے۔ جو اللہ کو آپ نے بس دے دیا اس کی دنیا میں آپکو واپسی کی توقع نہیں پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے گا۔

- ❖ **آیت20**

تو یاد رکھیے

دنیا کی زندگی کیا ہے؟ بچپن ہے تو کھیل کود کا زمانہ ہے۔ لڑکپن ہے تو لھو و لعب ہے۔ کھیل کود ہے۔ جوانی ہے تو انسان زیب و زینت کے پیچھے دوڑ پڑتا ہے۔ اور باہمی تفاخر ادھیڑ عمر میں آتا ہے جب انسان بہت کچھ accumulate کر چکا ہوتا ہے۔ اور ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش تو بڑھاپے تک نہیں جاتی۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ ان لوگوں کے لیے دھوکے کا سامان ہے جو یوم آخرت کو حاصل کرنے میں مشغول نہیں ہوتے اور جو آخرت کو طلب کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے تو یہ دنیا اس کے لیے سامان ہے جو اس کو پہنچا دینے والا ہے ایسی دنیا کی طرف جو اس سے بھی بہتر ہو۔

- ❖ **آیت22**

یہ جو پہلے سے لکھی ہوئی ہے تقدیر میں، تو اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور تقدیر پر ایمان انسان کو راحت بخشتا ہے۔ انسان کو پتہ ہے کہ یہ مقدر میں تھا۔ یہ تو ہونا تھا۔ اب ہو گیا تو اس پر سوچ و بچار کرنے کی بجائے بہتر ہے کہ کیا کرو؟ آگے بڑھو۔ اللہ سے راضی ہو، جو نعمتیں ملی ہیں ان کا شکر ادا کرو اور ان کو اللہ کے راستے میں استعمال کرو۔

- ❖ **آیت23** تو غم کے وقت اللہ کی رضامندی ہی کی بات کرنی چاہیئے۔
- ❖ **آیت24**

نہ خود خرچ کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو خرچ کرنے دیتے ہیں۔

تو خیر والا کون ہے؟ جو خود خرچ کرتا ہے اور دوسروں کو بھی ابھارتا ہے کہ تم بھی اللہ کے راستے میں دو۔ وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ والے کو جھڑک دیا گیا ہے۔ جو مسکین کے کھانے کے لیے نہیں ابھارتا۔

- ❖ **آیت27**

رہبانیت ہوتی ہے اللہ کی خاطر گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں نکل جانا اور صرف عبادت کرنا دنیا سے کوئی واسطہ نہ رکھنا۔

تو ہمارے دین میں رہبانیت نہیں ہے یہ عیسائیوں نے خود ایجاد کر لی تھی۔ ہمارے دین میں اللہ کے دین کے لیے نکلنا رہبانیت ہے۔

❖ آیت28

تو یہ ہدایت کی روشنی کی طرف اشارہ ہے۔

- ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نور سے مراد قرآن ہے۔
- یہ بھی کہا گیا کہ یہ وہ روشنی ہے جس سے تم آخرت میں پل صراط پر چل سکو گے۔
- پھر اسی طرح اسلام بھی روشنی ہے جس کے ساتھ انسان دنیا کے اندھیروں میں راستہ ڈھونڈتا ہے۔
- اس کے علاوہ وحی بھی نور ہے۔
- نبی ﷺ کی تعلیمات نور ہیں۔
- نماز نور ہے

اور اللہ سے نور مانگتے رہنا چاہیئے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا , اللَّهُمَّ وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا وَمِنْ تَحْتِي نُورًا وَاجْعَلْ أَمَامِي نُورًا وَمِنْ خَلْفِي نُورًا , اللَّهُمَّ وَأَعْظِمْ لِي نُورًا

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين۔

☆صدقہ کے بارے میں اس پارے میں کس قدر زیادہ motivation آئی ہے اور آخر میں ہم نے سنا کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز بنا کر اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا تو اس مہینے میں جو ہمارا صدقہ جاریہ کیمپین rivers of khair چل رہا ہے اس میں ایک young attendee نے اپنے ہاتھ سے book marks بنائے ہیں اور آپ کو پتہ ہو گا کہ یہ یہاں پر ڈیزائنر اسٹور پر بہت مہنگے ملتے ہیں تو انہوں نے یہ ہمارے لیے completely donate کیے ہیں یہ پیچھے بک اسٹال پر available ہیں۔

اپنے قرآن کے لیے لے سکتے ہیں۔

اپنے circle میں young لڑکے، لڑکیوں کو آپ کیوٹ سا گفٹ دینا چاہتے ہیں۔

تو ان شاء اللہ یہ آپ کی طرف سے بھی صدقہ ہو گا اور جنہوں نے یہ پورا کا پورا rivers of khair کے لیے ڈونیٹ کیا ہے ان کے لیے بھی ہو گا۔

☆ساتھ ہی آج ہم نے سورۃ الرحمن پڑھی۔

آپ کی یاد دہانی کے لیے اس وقت بھی یہاں تعلیم القرآن چل رہا ہے تو آپ میں سے جو آ کر feel کرنا چاہیں کہ یہ کورس کیسا ہے؟ تو انگلش اور اردو تعلیم القرآن بھی چل رہا ہے۔

☆ تاہم نئے کورسز کا آغاز ستمبر سے تعلیم القرآن انگلش اور اردو شروع کیا جائے گا جس کی انفارمیشن ویب سائٹ پر موجود ہے۔ یہ سرٹیفیکٹ کورس ہے۔ ہو سکتا ہے آپ میں سے کسی نے ابتدائی چند پارے پڑھے ہوں کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم اچھی سی نیتیں باندھتے ہیں پھر کسی وجہ سے پورا نہیں کر پاتے تو ایسی بہنیں موجودہ کورس میں ایڈمیشن لے کر اپنا سفر resume کر سکتی ہیں۔ اور جو ابتداء سے کورس کرنا چاہتے ہیں اس کی تفصیلات بھی موجود ہیں۔

☆ لفظ بہ لفظ قرآن سمجھنے کے علاوہ حفظ القرآن کی بات ہوئی تھی تو حفظ القرآن کے بہت سے کورسز چل رہے ہیں full time, part time,2 days or 4 days بھی ہیں تو آپ میں سے جو بہنیں اپنے دل میں پیاری سی نیت بنا چکی ہیں کہ وہ قرآن کو ان شاء اللہ یاد کریں گی کیونکہ وہ معنی اور ترجمہ پڑھ چکی ہیں تو وہ ہماری ویب سائٹ سے معلومات لے سکتی ہیں۔

پارہ 27 کے اہم نکات

1. جنت میں جانے والوں کی خاص خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے اندر تقویٰ کے ساتھ رہتے ہیں۔
2. اللہ کے پسند کے کاموں کی طرف محبت اور شوق سے بڑھنا چاہیے۔
3. خواہش پرستی حق کو جھٹلانا آسان کر دیتی ہے۔
4. اگر انسان بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے، تو چھوٹے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔
5. طالب علم کا قرآن سمجھے بغیر دنیا سے چلے جانا حسرت کا باعث ہو گا، خسارے کا باعث ہو گا۔
6. ایمان والے نصیحت کو قبول کرتے ہیں۔
7. قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو اَخلاق میں سب سے اچھے ہیں۔
8. جو چاہتا ہو کہ دنیا اور آخرت کی نعمتیں اس پر تمام ہوں، تو وہ قرآن کو پڑھے۔
9. اولاد جب اِستغفار کرتی ہے ماں باپ کے لیے، تو ماں باپ کے درجات بلند ہوتے ہیں۔
10. اپنی ساری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں نہیں expect کرنا چاہئے کہ یہیں سب کچھ مل جائے۔
11. بغیر سوچے سمجھے بولنے والوں کی مذمت کی گئی ہے، اور بہت زیادہ باتونی لوگوں کی بھی۔
12. ہر انسان اپنے عمل کے بدلے میں رہن میں ہے۔
13. فجر کی نماز کی اہمیت کے بارے میں پتہ چلا۔

اکیڈمک ڈپاٹمنٹ
(کراچی ریجن)